حصہ انشائیہ

سوال نمبر 1

تعارف و تمہید:-

اسلام ایک مکمل دین ہے جو ہر شعبۂ زندگی کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد جن پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لیے شرائط میں سے ایک نہایت اہم شرط ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں اللہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، الہامی کتابوں پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ عقیدۂ آخرت سے مراد مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حساب کتاب کے لیے جواب دہ ہونے کا نام ہے۔ اسلام میں ان عقائد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ان عقائد کے ذریعے انسان کی بقا اور مستحکم معاشرے کے حصول میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ عقائدِ اسلام انسان کی انفرادی اصلاح کے ساتھ ہی ساتھ ایک بہترین معاشرے اور ملکی ترقی میں معاون ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے اسلام کے بنیادی عقائد پر استقامت سے ایمان رکھتے ہوئے ان عقائد کو عملی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

1- اللہ پر ایمان:

عقائد اسلام کا سب سے پہلا عقیدہ اللہ کی واحدانیت پر یقین کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

"والھکم الہ واحد"

بے شک تمہارا پروردگار ایک ہی ہے (القرآن)

2- رسولوں پر ایمان:

عقائد اسلام میں دوسرا بڑا اہم عقیدہ رسولوں پر ایمان لانا ہے۔

"وما ارسلنک الا رحمۃ العالمین"

اور بے شک ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا (القرآن)

مندرجہ بالا آیت سے رسول ﷺ کی مہر کو اللہ نے قرآن میں واضح بیان کیا ہے۔ بنا آپ ﷺ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے گئے ان پر یقین عقیدہ اسلام کا حصہ ہے۔

3- فرشتوں پر ایمان:

اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا بھی تیسرا اہم عقیدہ ہے۔ فرشتوں کے لیے قرآن کریم میں ملائکہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ چار مقرب فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام، اسرافیل، میکائیل اور عزرائیل علیہ السلام شامل ہیں۔

4- الہامی کتابوں پر ایمان

اللہ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے مختلف نبیوں پر الہامی کتابیں نازل فرمائی ہیں جن پر ایمان لانا عقیدہ اسلام کا بنیادی اہم رکن ہے۔

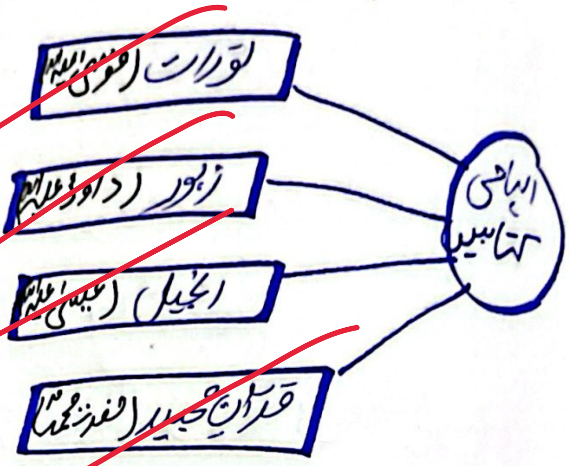

5- آخرت پر ایمان

آخرت سے مراد بعد میں آنے والی چیز۔ اسلام میں آخرت کے اصطلاحی معنی ہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا ہے۔ اور اللہ کے سامنے اپنے اچھے اور بُرے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے۔ اللہ نے "کراماً کاتبین" دو فرشتے انسان کے ساتھ مقرر کیے ہیں جو کہ انسان کے اچھے اور بُرے اعمال لکھ کر اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں اور بروزِ حشر انہی اعمال کی بنیاد پر انسان جزا یا سزا کا حقدار ٹھہرایا جائے گا۔

"قرآن کریم سے وضاحت"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آخرت کا تصور بڑا واضح بتایا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"وبالآخرۃ ھم یوقنون"

"اور وہ جو بروزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں"

(البقرہ)

مندرجہ بالا آیت آخرت کے دن پر ایمان رکھنے کی واضح ہدایت ہے۔ عقیدۂ آخرت انسان کا یقین اللہ پر اور خوف خدا پیدا کرتا ہے جس سے انسان زمین پر اللہ کی عبادت کو ہی نصب العین سمجھتا ہے۔

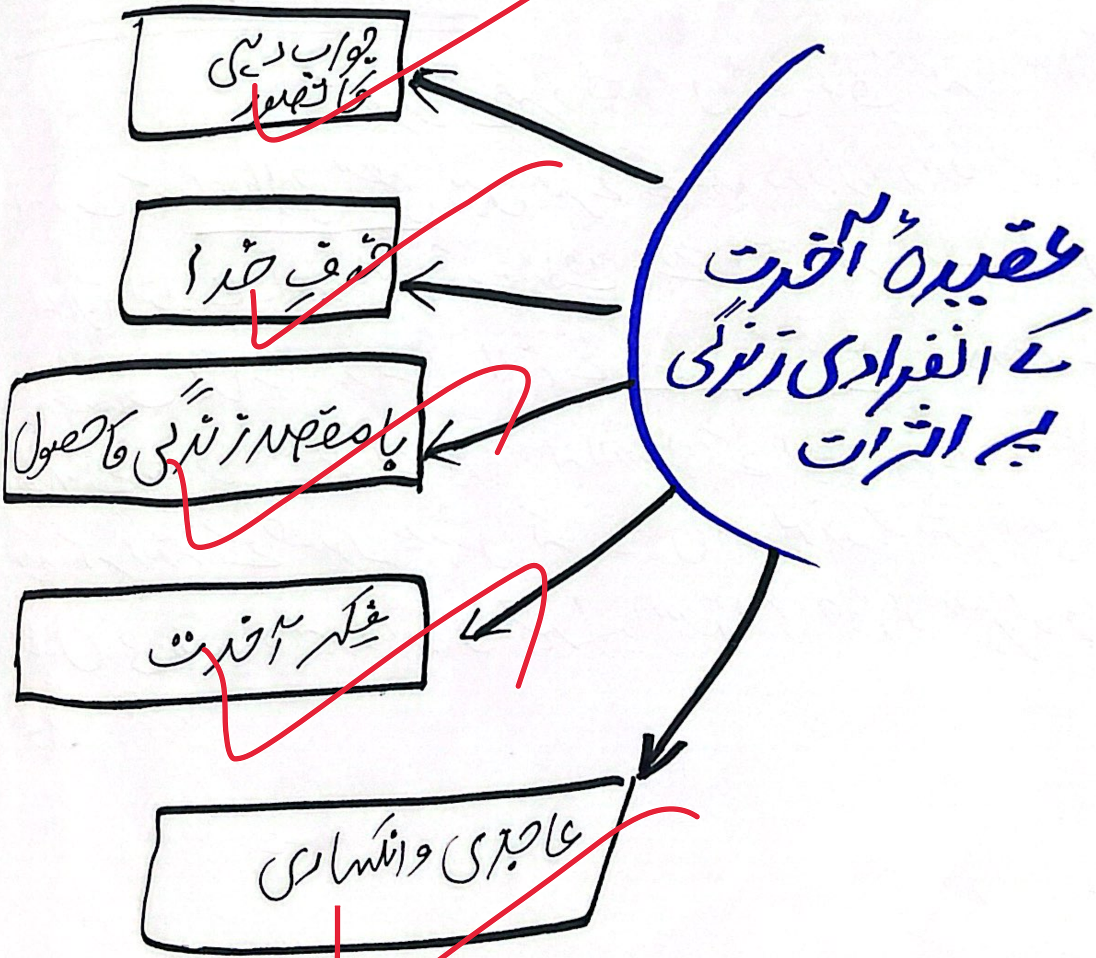

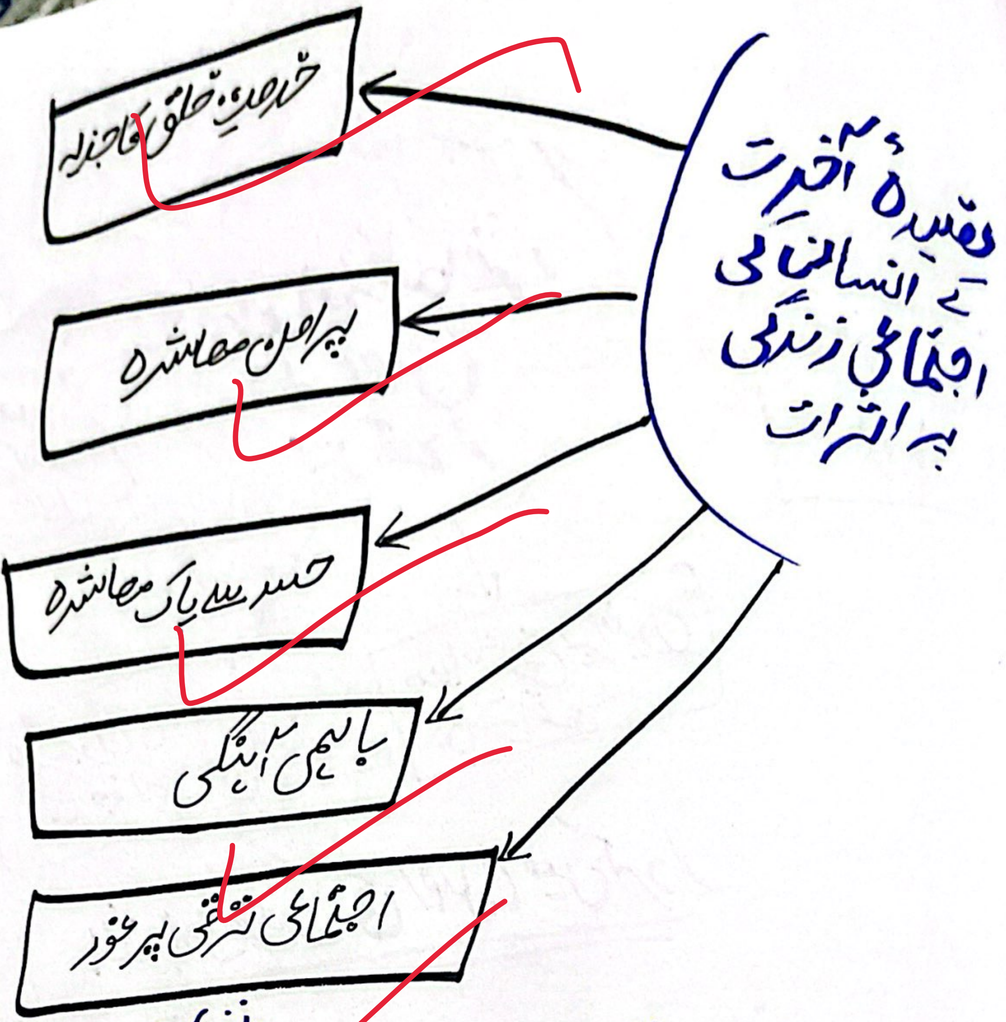

عقائدِ اسلام کے انسان کی انفرادی معاشی اور معاشرتی زندگی کی اصلاح میں کردار

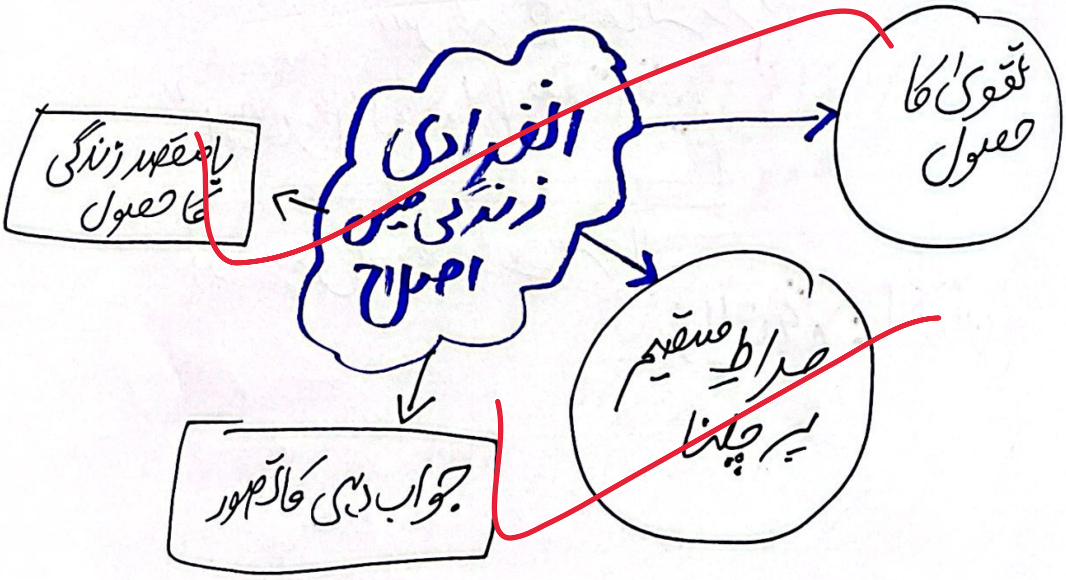

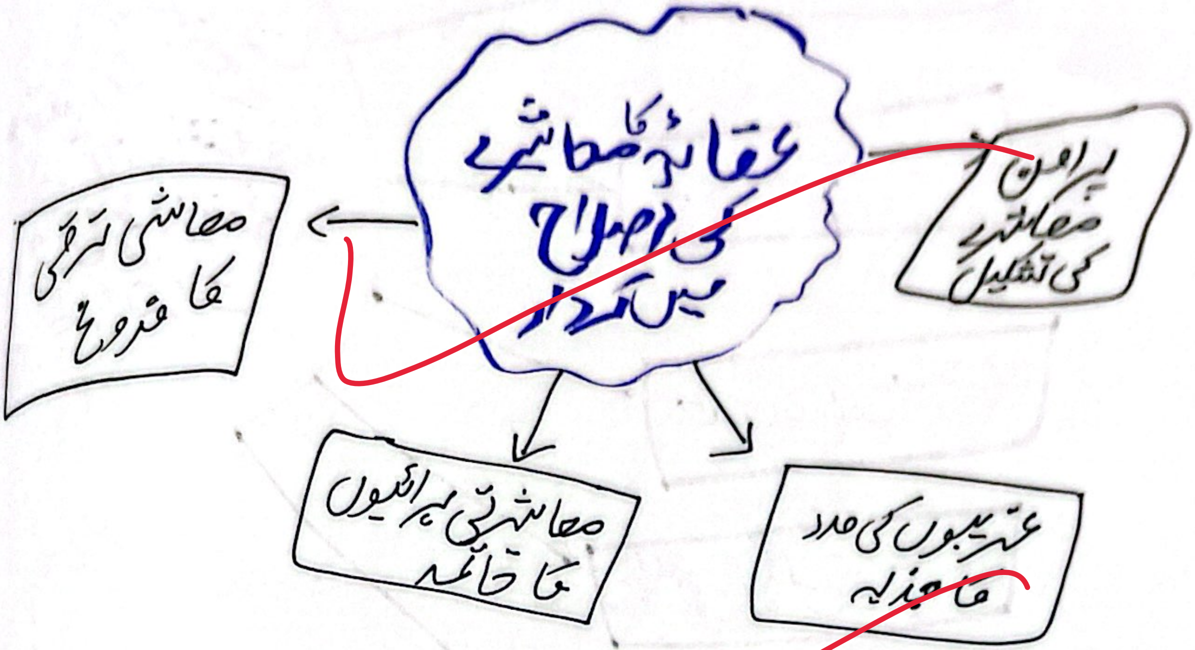

انفرادی زندگی کی اصلاح میں کردار

۱۔ صراطِ مستقیم پر چلنا:۔

عقیدۂ اسلام میں اللہ پر ایمان لانے سے انسان کو ہدایت کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب ہوتا ہے جیسے کہ انسان اپنے رب سے کچھ اس طرح دعا کرتا ہے

"اھدنا الصراط مستقیم"

اور ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔

(الفاتحہ : القرآن)

2- تقویٰ کا حصول

عقائد اسلام پر یقین انسان کو تقویٰ کے حصول میں مدد فراہم کرتا ہے جو کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہترین انسان ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے قرآن میں ارشاد ہے

"لعلکم تتقون"

"تاکہ تم پرہیزگار بنو" (القرآن)

3- جواب دہی کا تصور:-

جواب دہی کا تصور بھی انسان کی انفرادی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے انسان اللہ کے خوف سے کوئی بھی غلط کام نہیں کرتا کیونکہ اسے یہ یقین کہ میں بروز قیامت اس بات کا جواب دہ ہوں گا اس لیے دوسرے کی حق تلفی اور اس طرح کے تمام برے کاموں سے انسان دور رہتا ہے۔

4- بامقصد زندگی کا حصول

انسان کو ایک بامقصد زندگی گزارنے کا موقع عقائد پر ایمان فراہم کرتا ہے جس سے انسان گمراہی اور تمام غلط راستوں پر چلنے سے بچ جاتا ہے۔

اجتماعی / معاشرے کی اصلاح میں کردار

1- پرامن معاشرے کی تشکیل:-

عقائد پر ایمان انسان کی ایک پرامن معاشرے کی تشکیل میں مددگار اور معاون ثابت ہوتی ہے۔ انسان کے اندر سے حسد، تکبر اور برائیوں کا خاتمہ معاشرے کے سکون کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2- غریبوں کی مدد کا جذبہ:-

عقائد اسلام پر ایمان رکھنے والا غریبوں کی مدد کا جذبہ بھی رکھتا ہے۔ جزا اور سزا کا تصور انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ حقوق العباد پورا کرنے میں مدد دیتا ہے جس سے معاشرے سے غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

3- معاشرتی برائیوں کا خاتمہ:

جزا و سزا کا تصور معاشرے سے برائیوں کے خاتمے میں زور دیتا ہے جس سے انسان چوری، جھوٹ، ڈاکے اور کئی طرح کی برائیوں سے دور رہ کر معاشرے کی اصلاح میں کردار ادا کرتا ہے۔

4- معاشی ترقی کا فروغ:

عقائد پر ایمان سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے جو معاشرے کی ترقی میں فروغ ہوتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح معاشرتی ترقی کے فروغ سے ہوتی ہے۔ یہ پیدا کرتا ہے ترقی کرنے کا جذبہ۔

حاصل کلام

عقائد: عقائد اسلام انسانی زندگی میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ نہ صرف انسان کی دین میں مدد بلکہ دنیاوی نشوونما اور اصلاح میں بھی مددگار ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کامل یقین کے ساتھ عقائد اسلام کو اپنی عملی زندگی میں اپنائے تاکہ انسان کو اس کے انفرادی اور اجتماعی فوائد حاصل ہو سکیں اور معاشرہ ترقی کر سکے۔

سوال نمبر 2

تعارف و تمہید:-

ارکان اسلام میں سب سے اہم رکن جس کو دین کا ستون کہا گیا ہے وہ "نماز" ہے.

نماز انسان کو ظاہری اور باطنی پاکیزگی عطا کرتی ہے جس سے انسان کو دنیا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ نماز ایک فرض عبادت ہے جو کہ ہر مسلمان پر دن میں پانچ مرتبہ ادا کرنا فرض ہے.

نماز نہ صرف دینی فریضہ ہے بلکہ یہ فرد کو معاشرے میں سماجی اخلاقی اور روحانی راہنمائی فراہم کرتی ہے جسکی وجہ سے انسان کی زندگی پر اس کے نمایاں اثرات نکلتے ہیں. لہٰذا نماز دینی اور دنیاوی لحاظ سے فائدہ مند ہے جس کے انسان کو بے پناہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔

نماز کے اصطلاحی معنی

نماز کے لیے قرآن مجید میں "الصلوٰۃ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ نماز کے معنی جھکنا، پیروی کرنا کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں نماز سے مراد اپنے پروردگار کی بندگی اور عبادت کرنا کے ہیں.

نماز کی ادائیگی کا حکم قرآن میں مختلف مقامات پر بار بار مرتبہ دہرایا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ"

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

(القرآن: المزمل)

3- نماز کے سماجی زندگی پر اثرات

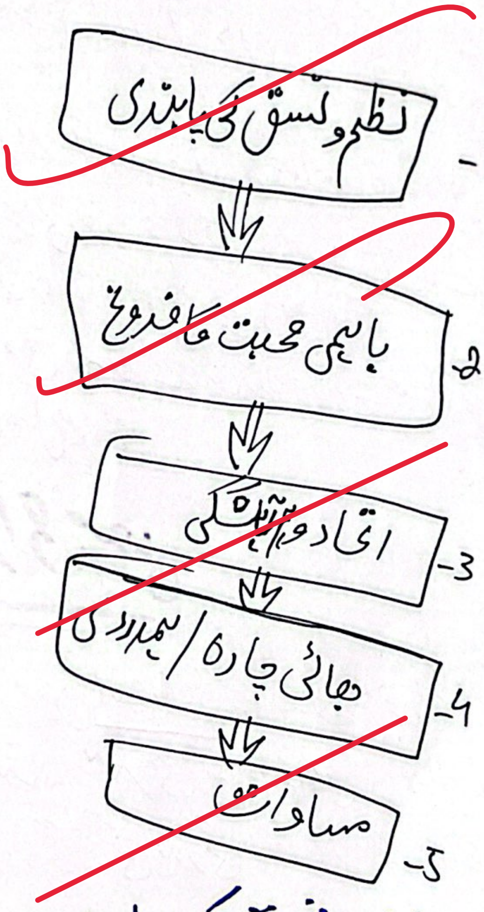

1- نظم و نسق کی پابندی

نماز کیلئے اللہ نے باقاعدہ ایک وقت مقرر کیا ہے۔ انسان اپنی مقررہ اوقات کو پیروی کرتے ہوئے اپنے روز مرہ کے معاملوں کو ترتیب دے کر

نماز کے مقررہ وقت پہ مسجد پہنچ کر نماز ادا کرتا ہے لہٰذا نماز کی پابندی سے ایک منظم معاشرے کا قیام دیکھنے کو ملتا ہے۔

۱۔ باہمی محبت کا فروغ:

مقررہ اوقات میں مساجد میں نماز کی ادائیگی کیلئے جانے سے دوسرے نمازیوں سے سلام میل جول اور ملاقات ہوتی ہے جس سے باہمی محبت بڑھتی ہے۔

اتحاد و ہم آہنگی

باہمی محبت بڑھتی ہے تو انسان ایک دوسرے کے دکھ درد اور خوشی میں شریک ہوتا ہے جس سے معاشرے میں اتحاد اور ہم آہنگی بڑھ جاتی ہے۔

۴۔ بھائی چارہ کا فروغ

باہمی ہم آہنگی کے بڑھ جانے سے انسان میں دوسروں کی مدد کا جذبہ بڑھتا ہے۔ اپنے بھائی کو دکھ میں دیکھ کر اپنا دکھ محسوس کرنا اور اس کی مدد کرنا بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔

۳۔ مساوات:

باہمی ہم آہنگی اور بھائی چارہ کے علاوہ ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے غلام، غریب اور امیر نماز ادا کرتے اپنے رب کے حضور جھکتے ہیں جس سے طبقاتی فرق ختم ہو جاتا ہے اور برابری کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

نماز کے اخلاقی اثرات

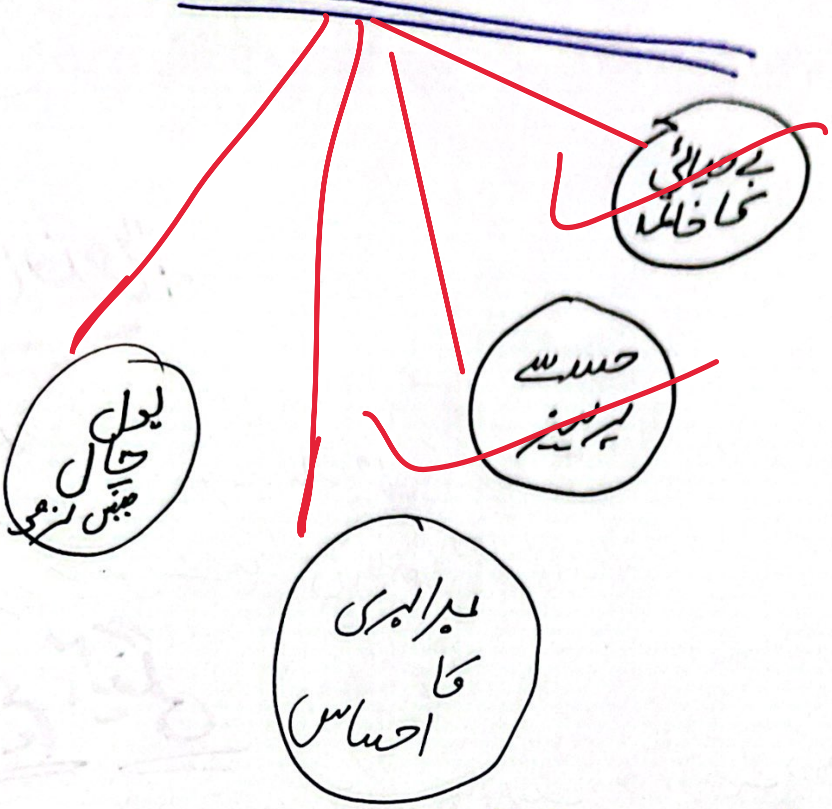

1- بے حیائی کا خاتمہ

نماز کی ادائیگی سے انسان برے کاموں سے دور رہتا ہے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے"

(الحدیث)

2- حسد سے پرہیز۔

انسان کو نماز کی ادائیگی سے تمام اخلاقی برائیوں، حسد، تکبر اور غرور سے دوری ملتی ہے اور عاجزی جیسے اوصاف کا حصول حاصل ہوتا ہے۔

۵- برابری کا درس

نماز کی ادائیگی انسان میں مساوات اور برابری کا شعور اجاگر کرتی ہے جس سے انسان دوسروں کو خود سے کم تر سمجھنا اور ناروا سلوک کرنا ترک کر دیتا ہے۔

۶- بول چال میں نرمی

نماز کی وجہ سے انسان میں سیدھی بات اور بول چال میں نرمی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے

"وقولوا قولا سدیدا"

"اور سیدھی بات بولو"۔ (القرآن)

3- نماز کے روحانی اثرات

1- باطنی پاکیزگی

↓

2- تقویٰ کا حصول

↓

3- قرب الٰہی

1- باطنی پاکیزگی:- نماز کی ادائیگی سے انسان کو اندرونی صفائی ملتی ہے جس سے دل کا میل کچیل اور

دوسرے تمام غلط خیالات چھپ جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے پانچ مرتبہ دن میں نہر گزرتی ہو اور روزانہ اس میں نہاتا ہو تو کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گا ؟ صحابہ نے عرض کی نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ (صلوٰۃ) کے لیے یہ یہی مثال پانچ نمازوں کی بھی ہے۔

2. تقویٰ کا حصول

پاکیزگی کے حصول سے انسان باطنی پاکیزگی کو تقویٰ کا حصول ملتا ہے جس سے انسان کے اندر سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

3- قربِ الٰہی :-

تقویٰ کا حصول انسان کو اپنے رب کے مزید قریب کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

"بے شک میں انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں"

(القرآن)

یہ نماز اللہ اور انسان کے درمیان رابطہ کا ذریعہ قرار دی گئی ہے

4- حاصلِ کلام :-

نماز انسان کو اللہ کے قریب کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کی ادائیگی سے انسان میں مساوات، قرب الٰہی، تقویٰ کا حصول، باہمی محبت اور

پر انہوں نے خاتمہ ملتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دین
اسلام کی پیروی کرتے ہوئے اس کے مطابق زندگی گزاری
جائے تاکہ دین و دنیا کی ترقی حاصل کی جا سکے۔

۲ ــــ ۲

سوال نمبر 3:

تعارف و تمہید:-

۱- اسلام ایک کامل دین ہے جس نے تمام دنیا کے انسانوں کو بہترین زندگی گزارنے کے واضح اصول بنا دیے ہیں۔ اسلام انسانوں کے حقوق پر بہت زور دیتا ہے اس لیے "حقوق العباد" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ بالخصوص عورتوں کے حقوق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک کی مذمت کرتے ہوئے عورتوں کو ماں، بیٹی، بہن، بیوی کا باعزت مقام دیا اور ان سے حسن سلوک کی تلقین کی گئی۔

اسلام نہ صرف ایک قانون دور بلکہ ہدایات کیلئے ان حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے اور ان حقوق کی مستقبل میں پاسداری کے لیے عورتوں کو تعلیم جائیداد اور کئی طرح کے حقوق فراہم کیے تاکہ عورتوں کو کمزور جنس کی بجائے ایک باعزت فرد کی طرح سلوک کیا جائے۔

2- انسانی حقوق بالخصوص عورتوں کے وقار کو تسلیم

1- بہترین صورت میں تشکیل:

اسلام نے انسانوں کو ایک بہترین صورت عطا کی تاکہ وہ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ولقد کرمنا بنی آدم"

اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی

(بنی اسرائیل:70)

"لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"

بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

(التین: القرآن)

2- عزت و اکرام

اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

"ولقد کرمنا بنی آدم"

ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا کی

(بنی اسرائیل:70)

فرشتوں کو سجدے کا حکم

اللہ نے انسانی وقار کو قرآن میں اس طرح بیان کیا کہ فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

ع

فرشتہ مجھکو کہنے سے میری تذلیل ہوتی ہے

میں مسجودِ ملائک ہوں مجھے انسان رہنے دے

(اقبال علامہ)

2. حقِ پیدائش و حیات (خواتین)

زمانۂ جاہلیت کیلئے یہ بات عام تھی کہ بیٹی کی پیدائش پر بیٹی کو زندہ دفن کر دیا جاتا۔ اگر پیدائش سے پہلے پتہ ہوتا بیٹی ہے تو پیدائش سے پہلے ہی مار دیا جاتا تھا لہذا اسلام نے بیٹی کی پیدائش اور زندہ رہنے کا حکم دیتے ہوئے حقِ حیات عطا کیا۔ لہذا ارشادِ ہے

"بیٹی اللہ کی رحمت ہے"

(مفہومِ حدیث)

3- حقِ تعلیم:-

اسلام نے انسانی وقار کی اجاگر کرنے کیلئے تعلیم کا حق دیا تھا۔ لہذا ارشادِ رسول ﷺ کا مفہوم

ہے

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت
پر فرض ہے"

(الحدیث:
ابن ماجہ)

6- حقِ وراثت:-

اسلام نے عورتوں کو وراثت میں حق عطا کیا ہے
جس سے مرد اور عورتوں دونوں کی اہمیت اور
مساوات قائم ہوتا ہے۔ لہذا مرد کو جائیداد میں
2 حصے اور عورت کا ایک حصہ مقرر کیا ہے تاکہ
عورتیں باعزت زندگی گزار سکیں۔

7- معاشی خود مختاری:-

زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو باپ یا بھائی یا شوہر
پر انحصار تھا اپنی ضروریات زندگی کیلئے معاشی
طور۔ لیکن اسلام نے عورت پر مرد کو نگہبان بناتے
ہوئے عورت کو خود مختار بنایا۔ جسکی مثال حضرت خدیجہ رضی کی
تجارت کے کاروبار سے ملتی ہے۔

8- پسند کی شادی کا حق

اسلام نے عورت کو حق دیا کہ وہ اپنی مرضی کا
جیون ساتھی چن سکے۔ زمانہ جاہلیت میں
یہ حق محروم تھا۔ مثال کے طور پر حضرت خدیجہ رضی نے خود نکاح
کا پیغام آپ ﷺ کو اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے بھجوایا۔

۹۔ بیوی کے حقوق

زمانہ جاہلیت میں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا
تھا۔ اسلام نے اس ناروا سلوک کی مذمت کرتے
ہوئے عورت کو باعزت مقام عطا کیا اور ارشاد فرمایا

"ان کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ
نرمی کا برتاؤ کرو"

(القرآن)

۱۵۔ ماں باپ کے حقوق

اسلام انسانی حقوق کو ماں باپ کے حقوق دینے کی صورت
میں واضح کرتا ہے۔ لہٰذا ارشاد فرمایا گیا

"انھیں اُف تک نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو! ان کے ساتھ
نرمی کا سلوک کرو اور جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ اور
کہو! اے اللہ میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ
انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔"

(القرآن)

حقوق و وقار برقرار رکھنے کی کوشش

اسلام نے انسانی حقوق اور وقار کو اجاگر کرنے کے ساتھ
ساتھ ان کو برقرار رکھنے کیلئے بھی کوشش کی
ہیں تاکہ دورِ جاہلیت کا ناروا سلوک دوسری
دفعہ رائج نہ ہو۔ لہٰذا اس حوالے سے اسلام نے

ان حقوق و فرائض کی باقاعدہ مستقبل میں برقراری کیلئے
حقوق العباد مقرر کیے، حق وراثت، حق پیدائش
حق تعلیم، حق روزگار، حق پسند کی شادی اور
کئی اس طرح کے حقوق قرآن کریم اور حدیث کے
ذریعے واضح کر دیئے ہیں تاکہ رہتی دنیا تک کے
مسلمان اس کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہوں۔

حاصل کلام:-

اسلام نے انسانی وقار اور حقوق پر بہت زور
دیا ہے۔ انسان کی عظمت بالخصوص عورتوں کے
باعزت مقام کو اجاگر کر کے رہتی دنیا تک کے لوگوں کیلئے
مثال قائم کی ہے کہ عورتوں کے ساتھ شرعی اور اخلاقی
کمالیت کا برتاؤ کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی
قوانین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ان اصولوں کو
عملی زندگی میں شامل کیا جائے تاکہ ملک پاکستان
کی ایک مثبت تصویر عالمی سطح پر اجاگر ہو اور
اسلام اور ملک ترقی کے ساتھ پروان چڑھ سکے۔

(سوال نمبر 6)

1- تعارف و تمہید:-

اسلام محض چند رسومات یا عبادات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک مکمل تہذیبی نظام پیش کرتا ہے جو کہ زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام انسان کو ایک متحرک، بامقصد اور ذمہ دار مخلوق کے طور پر دیکھتا ہے اور اسکی انفرادی، اجتماعی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کیلئے واضح اصول فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب جامد یا محدود نہیں ہے بلکہ ایک زندہ اور متحرک تصور رکھتی ہے جو ہر دور اور ہر معاشرے میں قابل عمل ہے

2- اسلام بطور ہمہ گیر تہذیبی نظام

اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیت اس کی ہمہ گیری ہے۔ اسلام انسانی زندگی کو دین اور دنیا میں تقسیم نہیں کرتا بلکہ دونوں کو ایک متوازن نظام میں جوڑتا ہے۔ عبادات سے سادہ سادہ معاملات، اخلاق، سیاسی اور معاشی معاملات اسلامی تہذیب کا حصہ ہیں۔

3- تہذیبی حرکت کی بنیاد:-

اسلامی تہذیب کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ انسان کو غور و فکر اور عقل کے استعمال کی ترغیب دیتی ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر انسان کو غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جیسا ارشاد ہے

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے"

(سورۃ محمد: ۲۴)

4- علم: اسلامی تہذیب کا مستحکم ستون

اسلام نے علم کو تہذیب کی بنیاد قرار دیا اور حصولِ علم کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔

افلا ---

"کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟"

(الزمر: ۹)

5- اخلاقی اقدار اور اسلامی مساوات

اسلامی تہذیب اخلاقی اقدار، عدل، مساوات، اخوت اور انسانی ہمدردی کو اجاگر کرتی ہے جو کہ ہر معاشرے میں قابلِ اطلاق ہیں۔

"کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے"

("مفہوم خطبہ حجۃ الوداع")

6. بدلتے حالات میں رہنمائی کیلئے اجتہاد

اسلام نے اسلامی تہذیب کو جمود کو ختم کرنے کیلئے اجتہاد کا تصور دیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں عقل و فہم کا استعمال کرتے ہوئے حل تلاش کرنا اسلامی تہذیب کی متحرک فطرت ظاہر کرتا ہے۔

معاذ بن جبل رض کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا اور پوچھا کہ فیصلے کیسے کرو گے۔ معاذ بن جبل رض نے فرمایا کہ قرآن کی روشنی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن میں حل نہ ملا تو؟ فرمایا حدیث کی روشنی میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حدیث سے بھی حل نہ ملا؟ تو فرمایا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔"

(سنن ابو داؤد)

7. اعتدال اور توازن

اسلامی تہذیب نہ تو انتہا پسندی کی حامی ہے اور نہ ہی رہبانیت کی۔ یہ روحانیت، مادیت، فرد کے اور معاشرے کے حقوق اور فرائض کے درمیان توازن قائم کرتی ہے۔

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا"

(القرآن: البقرہ)

حاصل کلام

قرآن و سنت کی روشنی میں قائم اسلامی تہذیب اپنی فکری وسعت، اجتہاد اور آفاقیت کے باعث ایک زندہ اور اخلاقی اور متحرک تہذیب ہے۔ جس میں علم، اعتدال، اجتہاد اور عدل جیسے اصول اسلامی تہذیب کو جمود سے بچاتے ہیں اور ہر زمانے میں انسانیت کی رہنمائی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب ایک تاریخی ورثہ نہیں بلکہ ایک دائمی اور فعال تہذیبی نظام ہے۔

۱۰

Good attempt
Explain the flowcharts in few lines
Keep the length of all answers equal